OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

تخییر طلاق کے بارے میں فقہاء کرامؒ کی آراء کا تحقیقی مطالعہ

حافظ شاکر محمود خٹک
پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
ڈاکٹر محمد عمر
سابق چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ و عربیک، یونیورسٹی آف پشاور خیبر پختونخواہ

ABSTRACT

Islam is a complete code of life. It throws light on every aspect of human life. There is no perplexity which solution has not been given by Islam. It has also discussed every piece of beliefs and ethics including human affairs with each other. There is no faith comparable to Islam on the earth. Western civilization and culture is at its peak. It has literally made people blind followers of itself. That's why they are producing new interpretations of Islam in order to keep pace with the world. It is true that accepted wisdom is a blessing but to the limits of Sharia. Otherwise it is a legacy of Shaytan (شیطان). Nikah is one of the most important and critical stage of human life. It has been clearly discussed in Quran and Hadith. It is made mandatory for the continuation of human life. It's been referred as completion of human life and one of the mandatory Sunna of Prophet (ﷺ). On the other hand, the dissolution of marriage is one of the most disliked actions. However, Islam is not like other religions. It has the complete course of action/laws of the dissolution of marriage. Nikah, Talaq, Khula and Eela have been discussed properly which are made more clear by the jurists by using Estihsan and Qaiyas.

Key Words: Devolution of Divorce, Islamic Sharia, Holy Quran, Hadith& Fuqaha Scholars

موضوع کا تعارف

انسان اپنے علم و فضل، حُسنِ اخلاق، پختگی کردار اور زہد و قناعت میں کتنا بھی بلند کیوں نہ ہو کبھی نہ کبھی دل میں یہ خیال آئے بغیر نہیں رہتا کہ اگر حلال طریقے سے اللہ تعالیٰ سہولت کے وسائل عطا کردے اور زندگی میں آسانی کے امکانات پیدا ہوں تو اس سے فائدہ اٹھانے میں کیا حرج ہے۔ دو وقت پیٹ بھر کے کھانا اور کھانے میں کسی حد تک لطف و لذت کو ملحوظ رکھنا اور پہننے اوڑھنے میں مناسب کپڑوں کی خواہش، یہ ایسے داعیات ہیں جو انسان کی فطرت کا تقاضا ہیں۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے گھر میں جس طرح زندگی بسر ہو رہی تھی اس کا معمول احادیث سے یہ معلوم ہوتا

ہے کہ دو وقت کا کھانا پابندی کے ساتھ ازواج مطہرات کو نہیں ملتا تھا۔ایک وقت اگر کھانے کو ملتا تو دوسرے وقت فاقہ ہوتا۔ سہولت اور آرام کی کوئی چیز میسر نہ تھی۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ فرائضِ نبوت کی ادائیگی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔اور نبوت کی ذمہ داری ایسی تھی کہ جس نے آپ ﷺ کے اوقات اور آپ ﷺ کے وسائل کو پوری طرح نچوڑ لیا تھا۔اس حال میں نہایت زاہدانہ زندگی آپ ﷺ بھی گزار رہے تھے اور یہی آپ کو مرغوب بھی تھی۔اور آپ کی بیویاں بھی ایسے ہی حالات میں گزر بسر کر رہی تھیں۔لیکن فطرت کے اپنے تقاضے ہیں جنھیں بلند عزائم کے تحت دبایا تو جاسکتا ہے لیکن ختم نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ دونوں میں نکاح کی مذہبی اور سماجی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور اسے نسل انسانی کی بقا،ترقی اور مدنی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔مرد وعورت کے اس فطری، قانونی اور جائز ملاپ سے دنیا میں انسانوں کی نسل کا آغاز ہوا: ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً﴾[1] اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈر جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔"قرآن مجید میں مرد کے لیے بیوی کا ہونا اور بیوی کے لیے شوہر کا ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[2]"اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی ودیعت کی۔بے شک اس کے اندر گوناگوں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور کرنے والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِي خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[3]"پاک ہے وہ ذات جس نے تمام قسمیں پیدا کیں ان چیزوں میں سے بھی جن کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کے اندر سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔گویا نکاح کا عمل "قانون فطرت" کے عین مطابق اور فطری تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے قرآن مجید میں نکاح کا مقصد معاشرے اور افراد معاشرہ میں تسکین جذبات کے ساتھ ذہنی اور فکری پاکیزگی پیدا کرنا ہے، محض شہوت رانی نہیں: ﴿مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ﴾[4] "نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے اور آشنائی گانٹھتے ہوئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اسے اپنی سنّت قرار دیا اور اس کے تارک کو وعید سنائی کہ وہ ہم میں سے نہیں۔

نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے۔قرآن کریم نے اسے بندھن اور گرہ نیزمیثاق غلیظ (سخت قسم کاعہد) قرار دیاہے۔طلاق اسی بندھن اور گرہ کوکھول دینے اور سخت عہد کو فسخ کردینے کا نام ہے۔چنانچہ طَلَّقَ کے معنی ہیں طلاق دے دینا،مُطَلَّقَۃٌ طلاق دی ہوئی عورت،اس کی جمع مُطَلَّقٰتٌ ہے۔قرآن کریم کی رو سے نکاح ایک معاہدہ کا نام ہے جو بالغ مرد اور عورت کی باہمی رضامندی سے طے پاتاہے۔لیکن اگرایسی صورت پیدا ہوجائے کہ ان کی ازدواجی زندگی وجہ سکون سے واطمینان بننے کے بجائے اذیت وتکلیف کا باعث بن جائے تو یہ معاہدہ بھی ٹوٹ سکتاہے۔قرآن کریم نے اس کے متعلق تفصیلی احکام دیئے ہیں کہ اس معاہدہ کے فسخ ہونے کی کیا کیاصورتیں ہیں اوراس کے لیے طریق کار کیاہوگا[۵]۔انہی طلاق میں سے ایک قسم تخییر طلاق بھی ہے جسکی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

طَلَاقٌ ایک توطَلَقَ سے مصدرہے جس کے معنی آزاد ہوجاناہیں اوردوسرا یہ لفظ طَلَّقَ سے اسم ہے۔اس اعتبار سے اس کے معنی آزاد کراناہوں گے۔طَلَقَ کے معنی ہیں آزاد ہوگیا۔طَلَقَتِ الْمَرأۃُ من زوجھا عورت اپنے شوہر سے جدا ہو گئی[۶] لغوی طورپر عورت کی طلاق کے دومعنی ہیں(ا) نکاح کی گرہ کھول دینا(ب)ترک کردینا،چھوڑدینا۔اصطلاحی طورپرالفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفوریاازروئے مال نکاح کی قید کواُٹھادیناطلاق ہے۔الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جومادہ طلاق پر صراحۃً یاکنایۃً مشتمل ہوں،اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اورلعان کی وجہ سے نکاح کی قیدازروئے مال اُٹھ جاتی ہے۔

موضوع کی اہمیت وافادیت

جب کبھی زوجین کے درمیان زندگی اچھی نہیں گزر رہی لیکن پھر بھی خاوند اللہ کی خوف سے طلاق نہیں دے رہاتو جس طرح حضور ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق کا اختیار دیا تھااسی طرح خاوند کو بھی چاہیئے کہ اپنی بیویوں کو طلاق کا اختیار دے دیں کیونکہ تخییراصل میں فی نفسہٖ نہ طلاق صریح ہےاورنہ کنایہ۔اس لیے ہمارے فقہانے فرمایاکہ اگرشوہراس سے تین طلاق کی نیت بھی کرے توتین واقع نہ ہوں گی۔اس کی تائیداس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےاپنی ازواج کواختیار دیا تھا،سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہی اختیار کیاتھا،اور کوئی طلاق نہ تھی۔اس کےعلاوہ خیارایسی چیز نہیں کہ صرف طلاق کے ساتھ ہی خاص ہوتاجوکسی اورچیزسے متعلق نہ ہولہٰذاخیار کے لفظ میں صرف طلاق پر دلالت نہیں ہوتی۔اوریہ آپ کے قول "اعتدی" کی مانند نہیں ہے کیوں کہ وہ تواگر شوہر نیت کرے توطلاق کا کنایہ ہےاس لیے کہ عدت کاموجب طلاق ہے۔لہٰذالفظ اعتدی خود طلاق پر دال ہے البتہ خیار کو طلاق کا حکم اس وقت ہوتاہے جب عورت اپنےآپ کوطلاق کے ساتھ اختیار کرلے۔" نیزیہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج کواختیار دینافرقت اوربقاء نکاح کے مابین تھاکہ اگروہ اپنی ذات کواختیار کرلیں توفرقت واقع ہوجاتی اگرایسانہ ہوتوتخییر کے کوئی معنی ہی نہیں۔علاوہ

ازیں یہ خیار ان تمام خیارات کے مشابہہ ہے جو نکاح کے باب میں دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً: نامرد اور مقطوع الذکر کی بیوی کا اختیار، اس سے بھی فرقت اسی صورت میں واقع ہوتی ہے جب بیوی فرقت کو اختیار کرے، اسی لیے فقہاء نے خیار کو تین طلاق کا سبب نہیں بنایا کیوں کہ وہ خیارات جو اصول میں واقع ہوں ان سے تین طلاقیں واقع نہیں ہو سکتیں۔

طلاق تخییر کو سمجھنے کے لئے آیت تخییر اور حضور ﷺ کا ازواج مطہراتؓ کو طلاق کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

نبی ﷺ کا ازواج مطہرات کو طلاق کا اختیار دینے کی تفصیل

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے وہ رسول اللہ ﷺ سے آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے ' حضرت ابو بکر نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی جا رہی ' پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی ' پھر حضرت عمر آئے اور اجازت طلب کی ' سو ان کو بھی اجازت دی گئی ' انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کے گرد آپ کی ازواج بیٹھی ہوئی ہیں اور آپ افسردہ اور خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں سوچا کہ میں ضرور کوئی بات کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو ہنساؤں گا ' میں نے کہا یا رسول اللہ ! کاش آپ دیکھتے کہ بنت خارجہ مجھ سے نفقہ کا سوال کرے اور میں اس کی گردن مروڑ دوں ' سو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا ان کو جو تم میرے گرد بیٹھا ہوا دیکھ رہے ہو یہ مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی ہیں ' پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گردن مروڑنے لگے ' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی گردن مروڑنے لگے اور وہ دونوں سے کہہ رہے تھے کہ تم رسول اللہ ﷺ اور وہ دونوں سے کہہ رہے تھے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا سوال کر رہی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے ! انہوں نے کہا اللہ کی قسم ! ہم آئندہ رسول اللہ ﷺ سے کسی ایسی چیز کا سوال نہیں کریں گے جو آپ کے پاس نہ ہو ' پھر رسول اللہ ﷺ ایک ماہ انتیس دن اپنی ازواج سے الگ رہے ' تب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) اے نبی اپنی بیوں سے کہیے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آئو ! میں تم کو دنیا کا مال دوں اور تم کو اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ کا ارادہ کرتی ہو اور اس کے رسول کا اور آخرت کے گھر کا بیشک اللہ نے تم میں نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار رکھا ہے (الاحزاب: ۲۹۔۲۸) نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء کی اور فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا ! میں تمہارے سامنے ایک چیز پیش کر رہا ہوں ' مجھے یہ پسند ہے کہ تم اس میں جلدی نہ کرو حتی کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لو ' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یا رسول اللہ ! کیا میں آپ کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں گی

! بلکہ میں اللہ ' اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں اور میں آپ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ آپ اپنی (باقی) ازواج کو میرے فیصلہ کے متعلق نہ بتائیں ' آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے جس نے بھی اس کے متعلق سوال کیا میں اس کو بتادوں گا ' بیشک اللہ نے مجھے دشوار بنا کر بھیجا نہ دشواری میں ڈالنے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اللہ نے مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔[۸]

﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًاO وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔﴾[۹]

(اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچادوں تم کو اور رخصت کر دوں بھلی طرح سے رخصت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہے ان کے لئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب اے نبی کی عورتو! جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح دونا ہو اس کو عذاب دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان)

بینونیت دو طرح کی ہوتی ہے غلیظہ اور خفیفہ

اگر شوہر نے بینونیت غلیظہ کی نیت کی ہو تو لا محالہ تین طلاقیں پڑ جائیں گی لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تجھے اپنا اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے لے بینونیت تو بتقاضاء کلام (یعنی بدلالت التزامی) سمجھی جاتی ہے لہذا بینونیت پر دلالت کر رہا ہے) اگر ایسے کلام میں تین طلاقوں کی نیت کی تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔ لیکن جو جملہ ما بالنزاع ہے اس میں تو بینونت پر صراحتاً دلالت ہی نہیں ہے اس لیے اگر صورت مذکور میں شوہر نے تین طلاقیں تفویض کرنے کی نیت بھی کی ہو تب بھی ایک بائنہ پڑے گی کیوں کہ نیت وہیں عمل کرتی ہے جہاں نیت کے مطابق معنی مراد لینے کا لفظ برداشت کر سکے اور لفظ میں اس مرادی معنی کا احتمال ہو اگر تین مرتبہ اختاری (تجھے اپنا اختیار ہے) کہا تو چونکہ الفاظ تفویض تین بار کہے اس لیے مقصود کا تعدد معلوم ہوتا ہے (پس ایسی صورت میں اگر عورت نے طلاق کو اختیار کر لیا اور اخترت کہہ دیا تو تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

مسئلہ: اگر شوہر کے جواب میں عورت نے کہا میں نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا تو جمہور کے نزدیک کوئی طلاق واقع نہیں ہو گی کیوں کہ شوہر نے طلاق نہیں دی تھی بلکہ عورت کو تفویض کی تھی اور عورت نے طلاق کو اختیار نہیں کیا بلکہ بقاء نکاح کو اختیار کیا۔

مسئلہ: اگر شوہر نے کہا مجھے اختیار ہے اور عورت نے مضارع کا صیغہ بولا تو طلاق ہو جائے گی قیاس کا تقاضا تھا کہ طلاق واقع نہ ہو کیوں کہ عورت کا لفظ یا تو مستقبل میں وعدہ اختیار کو ظاہر کر رہا ہے یا ایسا لفظ ہے جس میں

وعدہ مستقبل کا احتمال ہے اور اختیار مستقبل سے طلاق واقع نہیں ہوتی جیسے شوہر نے اگر صراحتاً کہہ دیا ہو کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے لے اور عورت جواب میں کہے میں اپنے طلاق کو دے لوں گی تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ صاحب ھدایہ نے لکھا ہے ظاہری قیاس کے خلاف استحسان کی وجہ حضرت عائشہؓ کا وہ قول ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا لابل اختیار اللہ ورسولہ (حضرت عائشہ نے اس کلام میں لفظ اختیار بصیغہ مضارع بولا تھا اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حضرت عائشہؓ کی طرف سے صحیح جواب مان لیا۔

ایک شبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عائشہؓ کو تخییر خود طلاق دے دینے کی تخییر نہ تھی بلکہ طلب کی تخییر تھی پھر حضرت عائشہ کے جواب سے کس طرح استدلال کیا جاسکتا ہے۔

جواب شبہ

موضوع بحث سے ہی امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم کو حاصل شدہ خیار خارج ہے، اس شبہ کو زائل کرنے کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ اس سے ہمارے مقصد میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے قول کو تخییر کا جواب مان لیا خواہ تخییر کا تعلق طلاق سے تھا یا طلب طلاق سے۔ اس کے علاوہ اختار اور اطلق میں یہ فرق بھی ہے کہ نفسی کو حالت موجودہ کی تعبیر قرار دیا جاسکتا ہے یعنی اس کلام کو اختیار نفس کی حکایت کہتے ہیں لیکن لفظ اطلق نفسی کو حالت موجودہ کی حکایت نہیں کہا جاسکتا۔[۱۰]

تفویض کہتے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق خود بیوی ہی کو تفویض کر دے۔ اس میں طلاق کے تین مرحلوں سے گذرنے کے بعد شوہر از خود طلاق نہیں دیتا بلکہ وہ خود بیوی کو اختیار دے دیتا ہے کہ وہ چاہے تو خود کو طلاق دے دیں۔ تو جب تک بیوی اسی مجلس میں موجود ہے اُسے یہ اختیار حاصل رہے گا۔ اگر وہ اس مجلس سے اُٹھ کر چلی گئی یا کسی دوسرے کام میں لگ گئی تو یہ اعراض پر محمول کیا جائے گا اور اختیار اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لیکن اگر اس نے جواب میں کہہ دیا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دے دی۔ تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

تفویض اور تخییر کی تشریح

جہاں تک تفویض کے لیے ہمارے فقہاء نے الفاظ کے استعمال کا اختیار دیا ہے تو وہ زیادہ تر اختاری (اختیار کر لے ، پسند کر لے) اور اختاری نفسکِ (اپنے آپ کو اختیار کر لے ، اپنے آپ کو پسند کر لے) کے الفاظ نقل کیے ہیں اور شوہر کی طرف سے یا بیوی کی طرف سے نفس (اپنا آپ) کا لفظ ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن عربوں میں یہ لفظ طلاق کا اختیار دینے کے لیے استعمال ہوتا ہو گا۔ ہمارے یہاں یہ لفظ اس مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا۔ ہمارے فقہاء نے لفظ اختیار کے مختلف

استعمالات کی نشان دہی فرماتے ہوئے مختلف حکم صادر فرمائے ہیں۔ بعض صورتوں میں ایک طلاق رجعی۔ دوسری بعض صورتوں میں ایک طلاق بائن اور کچھ دوسری صورتوں میں تین طلاقوں کا حکم صادر کیا ہے"۔

ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں:

''اپنی بیویوں کو اختیار دینے کے حکم کے بارے میں سلف کا اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مخیّرہ بیوی نے شوہر کو اختیار کر لیا تو اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور ذاذانؒ کی روایت ہے کہ اگر اپنے آپ کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ جب کہ ابو جعفر کی روایت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حکم تھا کہ اگر ایسی عورت نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہ ہو گا اور اگر اپنے آپ کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیار اور "امر بالید" کی صورت میں اگر بیوی نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق رجعیہ واقع ہو گی (اس مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہ کا تو یہ اختلاف تھا)۔ فقہاء کرامؒ اور ائمہ مجتہدین کے مابین بھی اس بارے میں اختلاف ہے حضرات فقہاء احناف رحمہم اللہ کے نزدیک اگر ایسی عورت نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہیں ہو گا اور اگر اپنی ذات کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائن ہو گی بشرطیکہ شوہر نے بھی طلاق دینے کا ارادہ کیا ہو۔ اور تین واقع نہ ہوں گی خواہ (شوہر نے تین کی) نیت بھی کی ہو۔ جب کہ "امر بالید کا بھی یہی حکم ہے احنافؒ کے نزدیک مگر اس میں اگر تین کی نیت ہو تو تین واقع ہو جائیں گی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اختاری اور امرک بیدک طلاق نہیں ہیں الّا یہ کہ شوہر طلاق کا ارادہ کرے اور اگر شوہر نے (ان الفاظ سے) طلاق کی نیت کی اور بیوی نے کہا میں نے اپنے آپ کو اختیار کیا تو اگر بیوی نے بھی اس سے طلاق ہی کا ارادہ کیا ہے تو طلاق ہو گی اور اگر طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو نہیں ہو گی''[۲۱]

مفتی محمد شفیعؒ احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

''جصاص کا یہ کہنا کہ تخییر نہ طلاقِ صریح ہے نہ کنایہ اس سے آپ کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہمارے فقہاء احنافؒ نے تو ان دونوں الفاظ اختاری۔ اور۔ امرک بیدک۔ کو کنایاتِ طلاق میں شمار کیا ہے، کیوں کہ فقہاء کے نزدیک یہ دونوں کنایاتِ طلاق میں سے نہیں بلکہ تفویض طلاق کے کنایات میں سے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان دو کلمات کے ساتھ طلاق کی تفویض بغیر شوہر کی نیت کے ثابت نہیں ہو گی کیوں کہ دونوں تفویض کے بارے میں غیر صریح ہیں پھر طلاق بھی ان دو کلمات سے واقع نہیں ہو گی بلکہ اس کے بعد عورت کے ان کلمات سے ہو گی کہ وہ (اختاری کے جواب میں) اخترتُ نفسی کہے یا (امرک بیدک کے جواب میں) طلّقت نفسی کہے۔ غرض ان دو کلمات سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ تفویض طلاق ثابت ہوتی ہے وہ بھی شوہر کی نیت سے۔ محقق ابن الہمام الحنفیؒ نے "فتح القدیر" میں تصریح فرمائی ہے کہ: اختاریا اور امرک

بیدک سے طلاق واقع نہیں ہوتی الّایہ کہ ان کے بعد طلاق واقع کی جائے، اس لیے کہ دونوں تو محض تفویض طلاق کے کنایات ہیں۔ حتیٰ کہ شوہر کی نیت کے بغیر امرک بیدک کے الفاظ سے بیوی کو تفویض حاصل نہیں ہوتی''[۳۱]۔

طلاق کے اختیار دینے کا سبب اور اس کی نوعیت

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو جو اختیار دیا تھا اس کی نوعیت میں اختلاف ہے، حسن اور قتادہ نے یہ کہا ہے کہ آپ نے ان کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ دنیا کو اختیار کرلیں تو آپ ان کو چھوڑ دیں اور وہ آخرت کو اختیار کرلیں تو آپ ان کو اپنے نکاح میں برقرار رکھیں، اور آپ نے ان کو یہ اختیار نہیں دیا تھا کہ وہ اپنے اوپر طلاق واقع کرلیں یا نہ کریں، اور حضرت عائشہ، مجاہد، شعبی اور مقاتل نے یہ کہا ہے کہ آپ نے ان کو اختیار دیا تھا کہ خواہ وہ اپنے اوپر طلاق واقع کرلیں اور خواہ آپ کے نکاح میں آپ کے ساتھ برقرار رہیں، اس وقت آپ کے نکاح میں نو ازواج تھیں ان میں سے پانچ قریش میں سے تھیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سیدۃ عائشہ بنت ابی بکرؓ ۲۔ سیدۃ حفصہ بنت عمرؓ ۳۔ سیدۃ ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ ۴۔ سیدۃ سودہ بنت زمعہؓ ۵۔ سیدۃ ام سلمہ بنت ابی امیہؓ اور نو میں سے باقی ازواج غیر قریشی تھیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۶۔ سیدۃ صفیہ بنت حیی بن اخطب الخیبریہؓ ۷۔ سیدۃ میمونہ بنت الحارث الہلالیہؓ ۸۔ سیدۃ زینب بنت جحش الاسدیہؓ ۹۔ سیدۃ جویرۃ بنت الحارث المصطلقیہؓ

اختیار دینے کے سبب میں بھی اختلاف ہے۔

اس میں حسب ذیل اقوال ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کے ملک اور آخرت کی نعمتوں کے درمیان اختیار دیا تھا تو آپ نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار کرلیا تھا سو اس نہج پر آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنی ازواج کو اختیار دیں تا کہ آپ کی ازواج کا حال بھی آپ کی مثل ہو۔

۲۔ ازواج نے آپ کے اوپر غیرت کی تھی (یعنی ان کو آپ کا دوسری ازواج کے پاس جانا ناگوار تھا) تو آپ نے ایک ماہ تک ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی۔

۳۔ ایک دن وہ سب ازواج آپ کے پاس جمع ہوئیں اور آپ سے اچھے زیورات کا مطالبہ کیا۔

۴۔ ان میں سے ہر ایک نے ایسی چیز کا مطالبہ کیا جو آپ کے پاس نہیں تھی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے معلم کا مطالبہ کیا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے یمن کے حلوں کا مطالبہ کیا، حضرت زینب نے دھاری دار چادروں کا مطالبہ کیا، حضرت ام حبیبہ نے سحولی کپڑوں کا مطالبہ کیا، حضرت

حفصہ رضی اللہ عنہا نے مصر کے کپڑوں کا مطالبہ کیا، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے سر پر باندھنے کے کپڑے کا مطالبہ کیا، اور حضرت سودہؓ نے خیبر کی چادر کا مطالبہ کیا، البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔[۱۴]

تخییر کی کیفیت

آیت میں جو تخییر دی گئی تھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس کا طریقہ اور کیفیت کیا تھی؟ اس بارے میں ابن العربی احکام القرآن میں فرماتے ہیں: [۱۵]"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دی گئی تخییر کی کیفیت میں علماء کے اقوال مختلف ہیں: ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعلق زوجیت باقی رکھنے یا طلاق کے درمیان اختیار دیا تھا۔ ازواج نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقاء و رفاقت کو اختیار فرمایا"۔ یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجاہدؒ، عکرمہ، شعبی، ابن شہاب زہریؒ وغیرہ کا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اختیار دنیا و آخرت کے مابین تھا یعنی اگر وہ دنیا کو اختیار کرتی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جدا کر دیں گے اور اگر آخرت کو اختیار کریں گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں روکے رکھیں گے، انہیں طلاق کا اختیار نہیں دیا تھا۔ یہ قول حسن بصری، قتادہؒ اور صحابہ میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اسی طرح جصاصؒ نے بھی اختلاف ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ

"جب کہ دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ یہ طلاق کی تخییر تھی اس شرط پر کہ اگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن دنیا کو اختیار کرتی ہیں تو انہیں اپنے اوپر طلاق (واقع کرنے کا) کا اختیار ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾[۱۶] اس سے معلوم ہوا کہ ان کا دنیا کو اختیار کرنا، طلاق کا اختیار حاصل کرنا تھا۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے بھی استدلال فرماتے ہیں کہ مسروق نے ان سے روایت کیا ہے کہ ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے دریافت کیا گیا اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو (طلاق کا) اختیار دے دیتا ہے تو انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھی اختیار دیا تھا، تو کیا وہ (اختیار) طلاق تھا؟ اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا تو وہ طلاق شمار نہیں ہوا۔"

علماء نے فرمایا کہ "یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت میں دیئے گئے اختیار کے علاوہ بھی ازواج رضی اللہ عنہن کو کوئی اختیار دیا ہو، اس امر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ: "جب یہ آیت (تخییر) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے فرمایا: میں تم سے ایک امر کا تذکرہ کر رہا ہوں، تم اس میں جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کرو، جلدی نہ کرنا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ

تعالیٰ جانتا ہے کہ میرے والدین مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا مشورہ (کبھی) نہ دیں گے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دارِ آخرت کی طلب گار ہوں۔"

علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس امر پر مزید تقویت کا باعث بنتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو دنیا و آخرت کے مابین اختیار دیا تھا اور اس پر مرتب طلاق یا بقاء نکاح کا اختیار دیا تھا۔ کیونکہ اس حدیث کے الفاظ "تم جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو جلدی نہ کرنا" یہی بتلاتے ہیں کہ اس لیے کہ مشورہ دینا دنیا کو آخرت پر اختیار کرنے جیسے امر میں نہیں ہوتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ مشورہ اس مقصد سے تھا کہ فرقت و طلاق یا نکاح میں سے کس کو اختیار کیا جائے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ: "میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرقت کا مشورہ نہ دیں گے" نیز ان کا کہنا کہ "میں اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں" یہ سب جملے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ آیت طلاق اور بقاء نکاح کے مابین تخییر کو ثابت کرتی ہے۔ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ طلاق کی تخییر نہ تھی وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "ان کنتن تردن الحیٰوۃ الدنیا۔۔۔۔ سے استدلال کرتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ اگر ازواج دنیا کو اختیار کرتی ہیں تو انہیں طلاق دیدیں۔ اور اسے ثابت نہیں کہ طلاق کا وقوع کا اختیار ازواج کے پاس تھا۔ مثلاً: کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ:

"اگر تو نے فلاں چیز اختیار کی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔" سے اس کی مراد یہ ہے کہ بیوی کی طرف سے اس اختیار کے بعد شوہر از سر نو طلاق دے گا۔ ابو بکر جصاصؒ ان دونوں اقوال کی تفصیل اور استدلالات ذکر کرنے کے بعد محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "آیت لامحالہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اختیارات کو ثابت کرتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرقت اور بقا کے مابین۔ اس لیے کہ آیت کا جملہ وان کنتن تردن۔۔۔ ازواج کے اختیار پر ہی دلالت کرتی ہے۔[۱۷]" حضرت اشرف المشائخ تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ: آیت میں دو صورتوں کا احتمال ہے" (کسی ایک کو ترجیح نہیں دی جاسکتی)[۱۸]

وقوع طلاق میں مذاہب فقہاء کرامؒ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْخَيَّرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاخْتَرْنَا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذَلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا تھا تو ہم نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اختیار کیا تھا اور اس کو ہم پر کسی چیز کا شمار نہیں کیا تھا یعنی طلاق کا۔[۱۹]

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء اسلام کا مذہب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے موافق ہے کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو اختیار دیا اور اس نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا تو یہ طلاق

نہیں ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اگر بیوی نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو پھر اس سے اس پر طلاق رجعی واقع ہو گی یا طلاق بائن ہو گی یا طلاق مغلظہ واقع ہو گی یعنی تین طلاقیں، امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہو گی، اور اگر اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو ایک رجعی طلاق ہو گی، اور حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو اس پر کوئی چیز واقع نہیں ہو گی، امام مالک نے حضرت زید بن ثابت کے قول کو اختیار کیا ہے کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو اس پر تین طلاقیں ہوں گی، اور امام ابو حنیفہؒ نے حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کے قول کو اختیار کیا ہے اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو اس پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی، اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ امام شافعیؒ نے کہا تخییر کنایہ ہے جب اس کے شوہر نے اس کو اختیار دیا کہ خواہ وہ اس کے نکاح میں رہے خواہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اس سے طلاق (بائنہ) واقع ہو گی۔[۲۰]

مدت اختیار میں مذاہب فقہائے کرامؒ

جب شوہر بیوی کو اختیار دے تو فقہاء احناف اور مالکیہ کے نزدیک یہ اختیار اسی مجلس کے ساتھ مقید ہے بیوی اسی مجلس میں خواہ اپنے شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو، اور انقطاع مجلس کے بعد یہ اختیار نہیں رہے گا، ماسوا اس صورت کے کہ شوہر بتادے کہ تم کو اتنی مدت تک اختیار ہے یا کہہ دے کہ تم کو تمام زندگی اختیار ہے، تو شوہر جتنی مدت کی تحدید کرے گا اتنی مدت تک بیوی کو اختیار رہے گا، اس پر دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا" مجھے یہ پسند ہے کہ تم اس میں جلدی نہ کرو حتیٰ کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لو" اس سے معلوم ہوا کہ یہ اختیار اسی مجلس کے ساتھ مقید نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین سے مشورہ کرنے تک اس اختیار کی تحدید کر دی تھی، اس سے واضح ہو گیا کہ شوہر جتنی مدت تک چاہے اس اختیار کی تحدید کر سکتاہ۔[۲۱]

طلاق کے اختیار دینے کا سبب اور اس کی نوعیت

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی ۸۵۵ ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو جو اختیار دیا تھا اس کی نوعیت میں اختلاف ہے 'حسن اور قتادہ نے یہ کہا ہے کہ آپ نے ان کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ دنیا کو اختیار کر لیں تو آپ انکو چھوڑ دیں اور یا وہ آخرت کو اختیار کر لیں تو آپ ان کو اپنے نکاح میں برقرار رکھیں 'اور آپ نے ان کو یہ اختیار نہیں دیا تھا کہ وہ اپنے اوپر طلاق واقع کر لیں یا نہ کریں 'اور حضرت عائشہ مجاہد 'شعبی اور مقاتل نے یہ کہا ہے کہ آپ نے ان کو اختیار دیا تھا کہ خواہ وہ اپنے اوپر طلاق واقع کر لیں اور خواہ آپ کے نکاح میں آپ کے ساتھ برقرار رہیں ' اس وقت آپ کے نکاح میں نو ازواج تھیں ان میں سے پانچ قریش میں سے تھیں وہ یہ ہیں: (۱) حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا (۲) حضرت حفصہ بن عمر رضی اللہ عنہا (۳) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا (۴) حضرت سودہ

بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (۵) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ' اور نو میں سے باقی ازواج غیر قرشی تھیں اور وہ یہ ہیں (۱) حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب الخیریہ رضی اللہ عنہا (۲) حضرت میمونہ بنت الحارث الھلالیہ رضی اللہ عنہا (۳) حضرت زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا (۴) حضرت جویرۃ بنت الحارث المصطلقیہ رضی اللہ عنہا

موضوع سے متعلق تفسیر قرطبی میں چند اہم مسائل کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں

مسئلہ نمبرا۔ آیت ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ﴾ ہمارے علماء کہا: یہ آیت اس گزری ہوئی کلام کے معنی کے ساتھ متصل ہے جس میں نبی کریم ﷺ کو اذیت دینے سے روکا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات میں سے بعض سے اذیت پہنچی تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ازواج مطہرات نے نبی کریم ﷺ سے دنیاوی مال کا مطالبہ کیا تھا (۱)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: نفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کیا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: انہوں نے ایک دوسرے پر غیرت کا اظہار کر کے آپ ﷺ کو اذیت دی تھی۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ان پر اس آیت کو تلاوت کریں اور دنیا وآخرت میں انہیں اختیار دیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا: جو آدمی ایک بیوی کا مالک ہو اس پر اسے اختیار دینا لازم نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا حکم دیا گیا کہ وہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں تو ازواج مطہرات نے حضور ﷺ کو اختیار کیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے اختیار دیا کہ چاہیں تو آپ بادشاہ نبی ہوں اور دنیا کے خزانوں کی چابیاں پیش کیں اور چاہیں تو مسکین نبی ہوں نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل امین سے مشورہ کیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے مسکنہ کا مشورہ دیا۔ تو حضور ﷺ نے مسکنہ کو اپنا لیا۔ جب حضور ﷺ نے اسے اختیار کیا تو یہ سب سے بلند مقام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی ازواج کو اختیار دیں۔ بعض اوقات ان سے ایسی بات ظاہر ہوتی ہے جس سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ اس تنگدستی کے عالم میں حضور ﷺ کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتیں۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: جس امر کی وجہ سے اختیار دیا گیا وہ یہ تھا کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ اس کے لیے سونے کا ایک حلقہ بنوائیں حضور ﷺ نے اس کے لیے چاندی کا ایک حلقہ بنوایا اور اس پر سونے کا پانی چڑھوایا۔ ایک قول یہ کیا گیا: زعفران کا رنگ چڑھوایا، تو اس نے لینے سے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ سونے کا ہو۔ تو یہ آیت تخییر نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے انہیں اختیار دیا۔ ان سب نے کہا: ہم اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتیں ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ان میں سے ایک نے فراق کو اپنایا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے جب کہ الفاظ مسلم کے ہیں سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کرتے ہیں آپ نے لوگوں کو حضور ﷺ کے دروازے پر پایا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں سے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ کہا: حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی تو ہو داخل ہوئے پھر حضرت عمر آئے انہوں نے اجازت طلب کی تو انہیں بھی اجازت مل گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کے خاموش بیٹھے ہوئے پایا آپ کے ارد گرد ازواج مطہرات موجود تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ایسی بات کروں گا جو حضور ﷺ کے ہنسادے گی۔ عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں بنت خارجہ کو پاؤں جو مجھ سے نفقہ کا سوال کرے تو میں اس کی طرف اٹھوں گا اور اس کی گردن دبوچ لوں گا۔ رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کی ہنسنے لگے۔ فرمایا: "یہ میرے ارد گرد ہیں جس طرح تو دیکھتا ہے وہ مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی ہیں"۔ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عائشہ صدیقہ (رض) کی طرف ان کی گردن دبانے کے لیے اٹھے اور حضرت عمر حضرت حفصہ (رض) کی گردن دبانے کے لیے اٹھے۔ دونوں کہہ رہے تھے: تم رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا سوال کرتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ سب نے کہا: اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ ﷺ سے کبھی بھی ایسی چیز کا سوال نہیں کریں گی جو آپ کے پاس موجود نہ ہو۔ پھر آپ نے ان سے ایک مہینہ یا انتیس دن علیحدگی اختیار کر لی، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۝وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾[۲۲]

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس ختیار کو شروع کیا۔ فرمایا: "اے عائشہ! میں تجھ پر ایک ایسا امر پیش کرنے کا ارادہ کرتا ہوں میں پسند کرتا ہوں تو اس بارے میں جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لے"۔ حضرت عائشہ (رض) نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ کیا ہے تو حضور ﷺ نے اس آیت پر تلاوت کی۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ بلکہ میں اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ میں آپ سے سوال کرتی ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ اپنی دوسری بیویوں کو نہیں بتائیں گے۔ فرمایا: "ان میں سے جو بیوی بھی مجھ سے اس کا سوال کرے گی میں اسے بتا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے معنت (ہلاکت میں ڈالنے والا) اور متعنت (غلطی کی جستجو کرنے والا) بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے معلم اور سہولت دینے والا بنا کر بھیجا ہے"

امام ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنی بیویوں کو اختیار دیں تو آپ نے مجھ سے اس کا آغاز فرمایا: "اے عائشہ! میں تیرے لیے ایک امر کا ذکر کروں تجھ پر کوئی حرج نہیں ہو گا کہ تو جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لے"۔ حضرت عائشہ نے کہا: حضور ﷺ خوب جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ ﷺ سے فراق کا حکم دینے والے نہیں تھے۔ پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضور ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ حکم ارشاد فرماتا ہے: آیت ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۝وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ

لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ میں نے عرض کی: کیا میں اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور دار آخرت کا ارادہ رکھتی ہوں۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات نے وہی کہا جو میں نے کہا تھا۔ کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ علماء نے کہا: جہاں تک نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ (رض) کو یہ حکم دینا کہ وہ اپنے والدین سے مشورہ کرے اس لیے تھا کیونکہ حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ سے محبت کیا کرتے تھے۔ آپ خوف رکھتے (۲) تھے کہ جوانی کا عالم انہیں اس امر پر برانگیختہ نہ کرے کہ وہ حضور ﷺ سے فراق کو ہی اختیار نہ کر لیں اور آپ ﷺ یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رض) کے والدین آپ کو فراق کا مشورہ نہیں دیں گے۔

مسئلہ نمبر۲۔ قل لازواجک نبی کریم ﷺ کی کئی ازواج تھیں۔ ان میں سے کچھ وہ تھیں جن سے حضور ﷺ نے حقوق زوجیت ادا کیے تھے، کچھ سے صرف عقد نکاح کیا تھا اور حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ اور کچھ وہ تھیں جن کو دعوت نکاح دی مگر ان کے ساتھ عقد نکاح مکمل نہ ہوا۔

مسئلہ نمبر۳۔ آیت ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا، ان شرطیہ ہے اس کا جواب فتعالین ہے۔ تخییر کو شرط کے ساتھ معلق کیا۔ یہ کلام اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تخییر اور طلاق جو شرط پر معلق کی جائیں تو دونوں صحیح ہوں گی، وہ دونوں نافذ ہوں گی اور ان کا حکم جاری ہو جائے گا۔ جاہل اور بدعتی اس کی مخالفت کرتے ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ایک مرد جب اپنی بیوی سے کہے: انت طالق اذا دخلت الدار اگر بیوی گھر میں داخل ہو بھی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ طلاق شرعی وہ ہوتی ہے جو فی الحال نافذ ہو جائے اس کے علاوہ کوئی طلاق نہیں۔

مسئلہ نمبر۴۔ آیت فتعالین یہ جواب شرط ہے۔ یہ بہت سی عورتوں کا فعل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یہ امر کی طرف متوجہ کرنے کے لیے دعوت ہے۔ یہ کہا جاتا ہے: تعال یہ اقبل کے معنی میں ہے۔ اس کے لیے وضع کیا گیا ہے جس کے لیے جلالت اور رفعت ہو۔ پھر یہ لفظ ہر اس بلانے والے کے لیے استعمال ہونے لگا جو کسی کی توجہ چاہتا ہو۔ جہاں تک اس محل کا تعلق ہے تو یہ اپنی اصل پر ہے کیونکہ داعی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آیت امتعکن سورۃ بقرہ میں متعہ کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے۔ اسے امتعکن عین کے ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اسی طرح اسرحکن حاء کے ضمہ کے ساتھ ہے یہ جملہ مستانفہ ہے۔ سراح جمیل سے مراد یہ ہے کہ اسے طلاق سنت دے دی جائے نہ اسے تکلیف دی جائے اور نہ اس کا حق روکا جائے۔

مسئلہ نمبر۵۔ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو کس طرح اختیار دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں اختیار دیا کہ وہ بیوی کی حیثیت سے باقی رہیں یا وہ طلاق لے لیں، تو انہوں نے بیوی کی حیثیت سے رہنے کو پسند کیا؛ یہ قول حضرت عائشہ صدیقہ، مجاہد عکرمہ، شعبی، ابن شہاب اور ربیعہ کا تھا۔ ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے کہا: حضور ﷺ نے انہیں دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کا اختیار دیا۔ وہ دنیا کو پسند کریں تو حضور ﷺ ان سے جدائی اختیار کر لیں گے اگر وہ آخرت کو پسند کریں تو حضور ﷺ انہیں اپنے پاس روک لیں گے تاکہ ان کے

لیے بھی مرتبہ بلند ہو جس طرح ان کے خاوند کا مرتبہ بلند ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں طلاق میں اختیار نہیں دیا؛ یہ قول حضرت حسن بصری اور قتادہ کا بھی ہے۔ صحابہ میں سے حضرت علی شیر خدا (رض) کا قول ہے جس قول کو امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت کیا ہے۔ کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دنیا اور آخرت کے بارے میں دیا۔

امام قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے جب ان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو اختیار دیتا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا، کیا وہ طلاق تھی؟ ایک روایت میں ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کی اختیار کیا تو حضور ﷺ نے اسے طلاق شمار نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے تخییر ثابت نہیں جس کا آپ کو حکم دیا گیا وہ نکاح کی بقا اور طلاق کے درمیاں اختیار تھا، اسی وجہ سے فرمایا: "اے عائشہ! میں تیرے سامنے ایک ایسے امر کا ذکر کرنے والا ہوں تجھ پر کوئی حرج نہیں کہ تو اس میں جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلے"۔ اس سے یہ معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے دنیا اور اس کی زینت کو آخرت پر ترجیح دینے کے حوالے سے مشورہ کا ارادہ نہیں کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مشورہ فرقت اور نکاح کے بارے میں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

مسئلہ نمبر۶۔ مدینہ طیبہ کی ایک جماعت اور دوسرے علماء اس طرف گئے ہیں کہ تملیک اور تخییر برابر ہیں۔ دونوں میں فیصلہ ایک ہی ہوگا، یہ عبدالعزیز بن سلمہ کا قول ہے۔ ابن شعبان نے کہا: یہ ہمارے اصحاب میں سے کثیر لوگوں کا نقطہ نظر ہے۔ یہی اہل مدینہ کی ایک جماعت کا قول ہے۔ ابو عمرو نے کہا: اکثر فقہاء کی یہی رائے ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ آپ دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک تملیک یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو کہتا ہے: قد ملکتک مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک، دو یا تین طلاق کا اختیار دیا ہے میں تجھے اس کا مالک بناتا ہوں۔ جب یہ جائز ہے کہ وہ اسے بعض کا مالک اور بعض کا مالک نہ بنائے اور اس وہ کا دعوی بھی کرے تو جب وہ عورت کے ساتھ جھگڑا کرے تو قسم کے ساتھ قول اس کا معتبر ہوگا۔ اہل مدینہ میں سے ایک طائفہ نے کہا: خاوند کو تملیک اور تخییر میں جھگڑا کرنے کا برابر حق ہے جب کہ وہ عورت مدخول بھا ہو؛ پہلا قول امام مالک کا مشہور قول ہے۔ ابن خویز منداد نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے کہ خاوند کو حق حاصل ہے کہ تین طلاقوں میں مخیرّہ عورت سے جھگڑا کرے یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی، جس طرح امام ابو حنیفہ نے کہا؛ ابو جہم نے بھی یہی کہا ہے۔ سخنون نے کہا: یہی ہمارے اکثر اصحاب کا نقطہ نظر ہے۔

امام مالک کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ عورت جس کو اختیار دیا گیا جب وہ اپنے آپ کو اختیار کرے اور اس کے ساتھ خاوند نے حقوق زوجیت ادا کیے ہوئے ہوں، تو اسے کلی طلاق ہو جائے گی۔ اگر خاوند اس کا انکار کرے تو اسے انکار کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اگر وہ ایک طلاق کو اختیار کرے تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ اختیار قطعی طلاق کا تھا چاہے اپنالے، چاہے ترک کردے، کیونکہ تخییر کا معنی تسریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر میں فرمایا: آیت فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا تسریح

کا معنی قطعی طلاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔آیت الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان[۲۳] تسریح باحسان سے مراد تیسری طلاق ہے؛ نبی کریم ﷺ یہی مروی ہے، جس طرح پہلے گزرا ہے معنی کے اعتبار سے اس کا قول: اختارینی یا اختاری نفسک تقاضا کرتا ہے کہ جب عورت اپنے آپ کو اختیار کرلے تو خاوند کو اس پر کوئی حق نہ ہو اور خاوند اس سے کسی چیز کا مالک نہ ہو، کیونکہ خاوند نے معاملہ اس کے سپرد کردیا ہے کہ خاونداس کے بارے میں جس چیز کا مالک ہے اس سے نکل جائے یا وہ عورت اسی کے ساتھ رہے جب وہ اپنے خاوند کو اختیار کرے۔ جب عورت نے طلاق میں سے بعض کو اختیار کیا تو اس نے لفظ کے مقتضی پر عمل نہ کیا۔ یہ اس کے قائم مقام ہوگیا جس کو دو چیزوں کا اختیار دیا گیا تو اس نے ان کے علاوہ کسی اور چیز کو اختیار کیا۔ جہاں تک اس عورت کا تعلق ہے جس کے ساتھ اس نے دخول نہیں کیا تھا تو اسے تخییر اور تملیک میں اس کے ساتھ جھگڑا کا حق ہے جب وہ اپنے آپ کو ایک طلاق دے، کیونکہ وہ فی الحال جدا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر۷۔ امام مالک سے روایت میں اختلاف ہے کب تک اس کو اختیار ہوگا؟ ایک دفعہ کہا: اسے مجلس میں اس وقت تک خیار ہوگا جب تک وہ اس سے نہ اٹھے اور ایسے کام میں مشغول نہ ہو جو اعراض پر دلالت کرے اگر اس نے اختیار کو نہ اپنایا اور کوئی فیصلہ نہ کیا یہاں تک کہ وہ مجلس میں جدا ہوگئے تو اسے جو اختیار دیا گیا تھا وہ باطل ہو جائے گا؛ یہ اکثر فقہاء کا نقطہ نظر ہے۔ ایک دفعہ فرمایا: اسے ہمیشہ کے لیے اختیار ہوگا، جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اختیار کو ترک کردیا ہے اس کا ترک اس طرح معلوم ہوتا ہے تو وہ خاوند کو وطی اور مباشرت کا موقع دے۔ اس تعبیر کی بناپر اگر وہ اپنے آپ کو خاوند سے روکے اور کسی شی کو اختیار نہ کرے تو خاوند کو حق حاصل ہوگا کہ وہ حاکم کے پاس معاملہ لے جائے کہ وہ عورت اس اختیار کو واقع کرے یا اس کو ساقط کرے اگر وہ عورت ایسا کرنے سے انکار کردے تو حاکم اس کی تملیک کو ساقط کردے گا۔ پہلے قول کی بناپر جب وہ اس کے علاوہ کسی اور کام میں شروع ہوگئی جیسے کسی بات میں، کسی عمل میں یا وہ چل پڑی یا ایسے کام میں شروع ہوگئی جس کا تخییر سے کوئی تعلق نہ تھا، جس طرح ہم نے ذکر کیا تو اس کی تخییر ساقط ہو جائے گی۔ اس قول کے قائل ہمارے بعض اصحاب نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: فلا تقعدو معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ[۲۴] ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ خاوند نے اس کے لیے قول مطلق کیا تھا تا کہ عورت کی جانب سے پسند سامنے آئے، تو یہ اس طرح ہوگیا جس طرح دونوں کے درمیاں عقد ہوتا ہے۔ اگر قبول کرے تو ٹھیک ورنہ وہ ساقط ہو جائے گا۔ جس طرح کوئی کہتا ہے: قد وھبت لک یا بایعتک اگر وہ قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ ملکیت اپنی جگہ باقی رہے گی؛ یہ ثوری، کوفیوں، اوزاعی۔ لیث، شافعی اور ابو ثور کا قول ہے، یہ ابن قاسم کا ختیار ہے دوسری روایت کی دلیل یہ ہے کہ یہ امر عورت کے قبضہ میں ہوگیا اور خاوند کے مالک بنانے کی وجہ سے عورت اس کی مالک بن گئی جب عورت اس کی مالک بن گئی تو ضروری ہے کہ اس کے ہاتھ میں باقی رہے جس طرح اس کے خاوند کے ہاتھ میں یہ رد باقی تھا۔

امام قرطبیؒ نے لکھاہے کہ یہ ہی صحیح ہے کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ (رض) سے فرمایا: "میں تجھ سے ایسے امر کا ذکر کرنے والا ہوں تجھ پر کوئی حرج نہیں ہو گا کہ تو اس میں جلدی نہ کرے یہاں تک کہ تو اپنے والدین سے مشورہ کرلے اسے صحیح نے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے اسے نقل کیا ہے۔ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ باب کے شروع میں یہ بحث گزر چکی ہے۔ یہ اس کے لیے حجت ہے جو یہ کہے: جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اختیار دے یا اسے مالک بنائے تو عورت کو حق حاصل ہو گا کہ وہ اس بارے میں فیصلہ کرے اگرچہ وہ مجلس سے جدا ہو جائیں، یہ حضرت حسن بصری اور زہری سے مروی ہے۔ امام مالک نے اپنی دو روایتوں میں سے ایک میں کہا: ابو عبید نے کہا: اس باب میں ہمارے نزدیک یہ ہے اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ (رض) کے معاملہ ہی کی پیروی سنت کی اتباع ہے۔ جب حضور ﷺ نے ان کے اختیار کو یوں بنایا تو وہ اپنے والدین سے مشورہ کریں اور ہم نے مجلس سے اٹھنے کو اختیار سے نکلنا شمار نہیں کیا۔ مروزی نے کہا: میرے نزدیک یہ سب سے صحیح قول ہے: یہ ابن منذر اور طحاوی کا قول ہے۔

خلاصہ بحث

اس تحقیقی آرٹیکل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تخییر طلاق سے اگر بیوی نے شوہر کو اختیار کیا تو طلاق واقع نہیں ہوتی جبکہ جمہور صحابہ وتابعین اور فقہاء اسلام کا مذہب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے موافق ہے کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو اختیار دیا اور اس نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا تو یہ طلاق نہیں ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اگر بیوی نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو پھر اس سے اس پر طلاق رجعی واقع ہو گی یا طلاق بائن ہو گی یا طلاق مغلظ واقع ہو گی یعنی تین طلاقیں، امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ ہو گی، اور اگر اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو ایک رجعی طلاق ہو گی، اور حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو اس پر کوئی چیز واقع نہیں ہو گی، امام مالک نے حضرت زید بن ثابتؓ کے قول کو اختیار کیا ہے کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو اس پر تین طلاقیں ہوں گی، اور امام ابو حنیفہؒ نے حضرت عمر اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے قول کو اختیار کیا ہے اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو اس پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی، اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہو گی۔ امام شافعیؒ نے کہا تخییر کنایہ ہے جب اس کے شوہر نے اس کو اختیار دیا کہ خواہ وہ اس کے نکاح میں رہے خواہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اس سے طلاق (بائنہ) واقع ہو گی۔

حواشی و حوالہ جات

۱.سورۃ النساء :۴:۱۴۰

۲.سورۃ الروم ۳۰:۲۱

۳.سورۃ یس ۳۶:۳۶

۴.سورۃ المائدۃ۵:۵

۵. عثمانیؒ، عمراحمد،فقہ القرآن ،،ادارہ فکراسلامی کراچی،۱۹۸۱ء،۲: ۱۸۳

۶.الزبیدیؒ،تاج العروس من جواھرالقاموس،سیدزبیدی(۱۲۰۵ھ)،۶: ۴۲۵،دارالفکر، بیروت،۱۳۰۶ھ

۷. ایضا،۵: ۲۲۷

البخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،دارالسلام۱۹۹۹،کتاب التفسیر، باب قولہ تعالی وان کنتن تردن الحیوۃ
۸.الدنیا۔۔الی آخرالایۃ،رقم الحدیث :۴۷۸۶

۹.سورۃ الاحزاب:۳۳:۲۸

۱۰.القرطبیؒ، محمد بن احمد بن ابو بکر،الجامع لاحکام القرآن،داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۲:۴۲۹،۱۹۹۶

۱۱. عثمانیؒ، عمراحمد،فقہ القرآن ،،ادارہ فکراسلامی کراچی،۱۹۸۱ء،۲: ۲۸۴

۱۲.الجصاصؒ،احمد بن علی ابو بکر،احکام القرآن،دار الکتب العلمیہ، بیروت ۵،۱۹۹۶: ۲۲۷

۱۳. مفتی، محمد شفیعؒ،احکام القرآن،دارالاشاعت کراچی،۲۰۱۲ء،۲: ۲۹۴

۱۴.العینیؒ،بدرالدین محمود بن احمد،عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری،دارالفکر، بیروت،۱۹۹۹ء،۱۹: ۱۶۷۔۱۶۶

ابن العربیؒ، محمد بن عبداللہ بن محمد المعافری المالکی،احکام القرآن ،دارالکتب العربی، بیروت، لبنان،۲۰۰۳ء ، ۳: ایضاً،
۱۵.۵۶۰

۱۶.سورۃ الاحزاب:۳۳:۲۸

۱۷.الجصاصؒ،احمد بن علی ابو بکر،احکام القرآن،۵: ۲۲۷،

۱۸. مفتی، محمد شفیعؒ،احکام القرآن ،۲:۲۹۰

۱۹.البخاری، محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،دارالسلام ۱۹۹۹ء،کتاب الطلاق، باب: مَنْ خَیَّرَ نِسَاءَہُ،رقم الحدیث: ۵۲۶۲

ابن حجر، شیخ شہاب الدین احمد العسقلانیؒ، فتح الباری شرح صحیح البخاری،دارالفکر بیروت،۲۰۰۰ء،ج۱۰: ص ۴۶۲،
۲۰.ملخصًا،

۲۱.ایضا،ج۱۰: ص ۴۶۴

۲۲.سورۃ الاحزاب :۳۳:۲۸

۲۳.سورۃ البقرہ :۲:۲۲۹

۲۴.سورۃ النساء :۴:۱۴۰